عرب کے رواج و قوانین: سیرتِ نبوی ﷺ اور شریعتِ اسلامی کی روشنی میں (ایک مجوزہ موضوع برائے تحقیق)

Arabian Customs and Law in the Light of the Prophetic Seerah and Islamic Shariah: A Proposed Research Study

رابعہ بی بی*

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023
DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v9i1.4
Published: June,2026

Abstract

This proposed study examines the customs, legal traditions, and tribal practices of pre-Islamic Arabia in the light of the Prophetic Seerah and Islamic Sharīʿah. Arabian society before Islam was governed by an established system of customary norms that regulated family relations, commercial transactions, tribal administration, judicial practices, and religious traditions. Rather than rejecting these customs in their entirety or accepting them unconditionally, Islam adopted a balanced and reformative approach based on wisdom, gradual transformation, justice, and the objectives of Sharīʿah. The primary objective of this research is to analyse the Prophetic methodology in dealing with prevailing Arabian customs and laws by identifying the practices that were retained, those that were reformed, and those that were abolished. The study further explores the legal status of custom (*ʿUrf*) within Islamic law and examines how classical Islamic jurisprudence incorporated customary practices within the framework of Sharīʿah. Employing historical, analytical, and comparative research methods, this study will primarily rely on the Qur'an, the Sunnah, classical Seerah literature, authoritative works of Islamic jurisprudence, and historical sources on pre-Islamic Arabia. It is expected that the findings will demonstrate the flexibility and reformative nature of Islamic law and provide a comprehensive understanding of the relationship between customary law, the Prophetic model of social reform, and the objectives of Sharīʿah. The study also aims to contribute to contemporary discussions on Islamic legal thought and social transformation by presenting the Prophetic approach as a balanced model for engaging with cultural and legal traditions.

Keywords: Arabian Customs and Laws -Prophetic Seerah -Islamic Sharīʿah -Custom (ʿUrf) -Reformative Methodology.

تعارف:

*لیکچرار، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، گورنمنٹ گلز ڈگری کالج تیمر گرہ۔rabiab4r4@gmail.com(Correspondence Author)

قبل از اسلام عرب میں رائج رسوم و رواج، قبائلی قوانین اور معاشرتی ضوابط کا سیرتِ نبوی ﷺ اور شریعتِ اسلامی کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ پیش کرتی ہے۔ عرب معاشرہ ایک ایسے عرفی و قبائلی نظام پر استوار تھا جس میں خاندانی، معاشی، سیاسی، عدالتی اور مذہبی معاملات مروجہ روایات اور اجتماعی عرف کے مطابق منظم ہوتے تھے۔ اسلام نے ان تمام رواج و قوانین کے ساتھ نہ تو کلی انقطاع کا رویہ اختیار کیا اور نہ ہی غیر مشروط قبولیت کا، بلکہ حکمت، تدریج اور مقاصدِ شریعت کی بنیاد پر ایک متوازن اصلاحی منہج اختیار کیا۔ اس تحقیق کا بنیادی مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ میں عرب معاشرے کے رائج قوانین اور رسوم کے ساتھ کس نوعیت کا تعامل کیا گیا، کن روایات کو برقرار رکھا گیا، کن میں اصلاح کی گئی اور کن کو قطعی طور پر منسوخ کر دیا گیا۔ مزید برآں، تحقیق اس امر کا بھی جائزہ لے گی کہ شریعتِ اسلامی نے عرف کو کن اصولی حدود کے اندر قانونی حیثیت عطا کی اور اسلامی فقہ نے اس تصور کو کس طرح منظم علمی بنیاد فراہم کی۔ تحقیق میں تاریخی، تجزیاتی اور تقابلی مناہج اختیار کیے جائیں گے، جبکہ قرآنِ کریم، سنتِ نبوی ﷺ، کتبِ سیرت، فقہی مصادر اور عرب تاریخ کے مستند مراجع بنیادی ماخذ ہوں گے۔ توقع ہے کہ یہ تحقیق سیرتِ نبوی ﷺ کے اصلاحی منہج، شریعتِ اسلامی کی قانونی حکمت اور عرف و قانون کے باہمی تعلق کو ایک جامع علمی تناظر میں واضح کرتے ہوئے معاصر قانونی اور سماجی مباحث کے لیے بھی مؤثر رہنمائی فراہم کرے گی۔

تعارف، ضرورت و اہمیتِ تحقیق

اسلام کا ظہور ایک ایسے عرب معاشرے میں ہوا جہاں صدیوں سے قبائلی قوانین، رسوم و رواج اور غیر مدوّن معاشرتی ضابطے اجتماعی زندگی کی بنیاد بن چکے تھے۔ اس معاشرے میں قانون کی اساس کسی منظم علمی یا فکری نظام کے بجائے موروثی روایات، قبائلی دانش اور اجتماعی تجربات پر قائم تھی۔ نکاح و طلاق، وراثت، تجارت، قصاص و دیت، جنگ و صلح، غلامی، مہمان نوازی، عہد و پیمان اور مذہبی رسومات جیسے معاملات میں متعدد ایسے عرف و عادات رائج تھے جنہیں سماجی قبولیت کے باعث عملی قانونی حیثیت حاصل ہو چکی تھی۔ اسلام نے ایسے ماحول میں ظہور فرمایا جہاں یہ رسوم محض سماجی عادات نہیں بلکہ پورے تہذیبی و قانونی ڈھانچے کا حصہ تھیں۔ تاہم شریعتِ اسلامی نے ان رسوم و روایات کے ساتھ نہ کلی انقطاع کا رویہ اختیار کیا اور نہ ہی غیر مشروط قبولیت کا، بلکہ ایک نہایت متوازن، تدریجی، حکیمانہ اور اصلاحی منہج اپنایا[1]۔

چنانچہ وہ رسوم جو انسانی فطرت، عدل، اخلاق اور توحیدی اقدار سے ہم آہنگ تھیں، انہیں برقرار رکھا گیا، جیسے مہمان نوازی، بعض تجارتی معاملات اور عہد و پیمان کی پاسداری۔ وہ رسوم جن میں جزوی فساد یا افراط و تفریط موجود تھی، ان کی اصلاح و تہذیب کی گئی، جیسے نکاح، طلاق، دیت اور بعض خاندانی معاملات؛ جبکہ وہ روایات جو ظلم، جبر، شرک، طبقاتی امتیاز، عورتوں کے استحصال اور انسانی حقوق کی پامالی پر مبنی تھیں، انہیں "عضوِ فاسد" قرار دے کر قطعی طور پر ختم کر دیا گیا، جیسے بت پرستی، سودی نظام، بچیوں کو زندہ در گور کرنا، غیر محدود تعددِ ازواج اور انتقامی خونریزی کی بعض صورتیں[2]۔ اس طرح اسلام نے کسی معاشرے کو مٹانے کے بجائے اسے تہذیب (Refine) اور اصلاح کے عمل سے گزارا اور "الحکمۃ ضالۃ المؤمن" کے اصول کے تحت ہر اس مفید سماجی و انتظامی عنصر کو برقرار رکھا جو انسانی بھلائی اور اجتماعی استحکام کے لیے سود مند تھا[3]۔

سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ مکی دور میں رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس ایک متحرک درسگاہ کی حیثیت رکھتی تھی، جس نے جاہلی معاشرے کی فکری و اخلاقی خرابیوں کو ختم کر کے ایک منظم، مہذب اور باوقار انسانی سماج تشکیل دیا۔ نبوی ﷺ منہجِ اصلاح کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں انسانی نفسیات، معاشرتی ارتقاء، تدریجِ قانون اور مقاصدِ شریعت کو ملحوظ رکھا گیا، جس کے نتیجے میں عرب معاشرہ ایک ہمہ گیر تہذیبی انقلاب سے ہم کنار ہوا[4]۔

عصرِ حاضر میں اس موضوع کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے، کیونکہ جدید مسلم معاشرہ فکری الحاد، لادینیت، تہذیبی مغلوبیت اور انتہا پسندی جیسے متنوع چیلنجز سے دوچار ہے۔ ان مسائل کے حل کے لیے نبوی ﷺ منہجِ اصلاح اور شریعتِ اسلامی کے اصولِ ردّ و قبول کا فہم ناگزیر ہے۔ آج جب عرف (Custom) کو اسلامی قانون سازی کے ایک مؤثر ماخذ کے طور پر دیکھا جا رہا ہے اور جدید ریاستی قوانین، مقامی روایات، عالمی قانونی تصورات اور مذہبی اقدار کے مابین ہم آہنگی ایک اہم علمی بحث بن چکی ہے، تو یہ جاننا ضروری ہو جاتا ہے کہ شریعتِ اسلامی نے مقامی رسوم و رواج کو قبول یا رد کرنے کے لیے کون سے اصولی معیارات اختیار کیے اور ان کی قانونی و فقہی بنیادیں کیا تھیں[5]۔

یہ تحقیق فقہِ اسلامی کی لچک، تدریجِ قانون اور تغیرِ احکام کے اصول کو بھی نمایاں کرتی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ "عرف" شریعتِ اسلامی میں ایک متحرک مآخذ کی حیثیت رکھتا ہے، جس کی بنیاد پر فقہاء نے مختلف ادوار اور معاشروں میں احکام کے عملی اطلاقات متعین کیے۔ اسی لیے اسلامی فقہ میں ایک قاضی یا مفتی کے لیے

مقامی حالات، معاشرتی عرف اور انسانی ضروریات سے آگاہی کو ضروری قرار دیا گیا تاکہ وہ ایسے فیصلے کر سکے جو عدل، مصلحت اور رفعِ حرج کے اصولوں سے ہم آہنگ ہوں[6]۔ مزید برآں، یہ موضوع معاصر قانونی و سماجی مسائل کے حل، اسلامی قانون کی ارتقائی روح کو سمجھنے اور اسلام کے تہذیبی تعامل کے منہج کو علمی بنیادوں پر متعین کرنے میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اسی طرح عصرِ حاضر کے نوجوانوں کے عقائد و نظریات کی اصلاح کے لیے بھی مکی دور کے اسلوبِ دعوت کو بطورِ رول ماڈل پیش کرنا نہایت اہم ہے، تاکہ وہ اپنے ایمان، تہذیبی تشخص اور جدید تقاضوں کے درمیان ایک متوازن فکری و عملی رویہ اختیار کر سکیں۔ اس تناظر میں زیرِ نظر تحقیق نہ صرف عرب کے قدیم رواج و قوانین کے اسلامی تجزیے کو واضح کرتی ہے بلکہ یہ بھی ثابت کرتی ہے کہ اسلام ایک جامد یا منقطع قانونی نظام نہیں، بلکہ ایک ایسا زندہ اور متحرک ضابطۂ حیات ہے جو انسانی فطرت، معاشرتی ارتقاء اور مقاصدِ شریعت کے ساتھ ہم آہنگ رہتے ہوئے ہر دور میں رہنمائی فراہم کرتا ہے[7]۔

الغرض درج بالا مباحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام نے عرب معاشرے کے مروجہ عرف و رواج کو کلیتاً رد کرنے کے بجائے ایک اصولی، متوازن اور اصلاحی منہج اختیار کیا، جس کے تحت قابلِ قبول سماجی اقدار کو برقرار رکھا گیا، فساد پر مبنی عناصر کی تطہیر کی گئی اور ظلم و جبر پر مبنی روایات کا مکمل خاتمہ کیا گیا۔ اس سے یہ بات بھی منکشف ہوتی ہے کہ شریعتِ اسلامی محض جامد قوانین کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک زندہ، ارتقائی اور فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ نظامِ حیات ہے جو ہر دور کے سماجی تغیرات کو اپنے اصولی دائرے میں رہتے ہوئے قبول کرنے اور ان کی رہنمائی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

سابقہ ادب کا جائزہ(Literature Review)

عرب کے مقامی رواج و قوانین اور شریعتِ اسلامی کے باہمی تعامل کا موضوع اسلامی قانون، تاریخِ عرب، فقہ اور سماجیات کے اہم مباحث میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اس موضوع کی اہمیت اس حقیقت سے واضح ہوتی ہے کہ اسلام ایک ایسے معاشرے میں ظہور پذیر ہوا جہاں قبائلی روایات، عرفی قوانین، مذہبی رسوم اور سماجی اقدار صدیوں سے رائج تھیں۔ عرب معاشرہ اپنی اجتماعی ساخت، قبائلی نظام اور روایتی اقدار کے اعتبار سے ایک مضبوط تمدنی شناخت رکھتا تھا۔ ایسے ماحول میں شریعتِ اسلامی نے نہ تو تمام رسوم و روایات کو یکسر منسوخ کیا اور نہ ہی انہیں بلا تنقید قبول کیا، بلکہ ایک متوازن، تدریجی اور اصلاحی منہج اختیار کیا[8]۔ اسلام نے ان رسوم کو برقرار

رکھاجو انسانی فطرت، عدل اور معاشرتی مصلحت کے مطابق تھیں، جبکہ ان روایات کو ختم یا اصلاح کے تابع کیا جو ظلم، جبر، استحصال اور اخلاقی فساد پر مبنی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعتِ اسلامی کا مزاج محض قانونی احکام تک محدود نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر اصلاحی نظام کی حیثیت رکھتا ہے[9]۔

عرب معاشرے کی قانونی وسماجی بنیادیں

قبل از اسلام عرب کی سماجی اور قانونی ساخت کو سمجھے بغیر شریعتِ اسلامی کے اصلاحی منہج کا صحیح ادراک ممکن نہیں۔ عرب معاشرہ بنیادی طور پر قبائلی نظام پر قائم تھا، جہاں ہر قبیلہ اپنے مخصوص عرف، روایات اور اجتماعی اقدار کا پابند تھا۔ قانون کی بنیاد کسی تحریری دستور یا مرکزی اقتدار کے بجائے قبائلی رسوم اور اجتماعی تجربات پر قائم تھی[10]۔ یہ حقیقت عرب معاشرت کی داخلی ساخت کو سمجھنے میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے کہ ہر قبیلہ اپنی خود مختار قانونی روایت رکھتا تھا اور یہی روایت اس کے نظم ونسق کی بنیاد تھی۔ اسی قبائلی نظام کے تحت عرافہ، نقابہ، سقایہ، رفادہ اور حلف الفضول جیسے ادارے وجود میں آئے، جو عرب معاشرے کے سیاسی و سماجی نظم کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے تھے[11]۔ یہ ادارے اگرچہ غیر ریاستی نوعیت کے تھے، لیکن ان کے ذریعے عرب معاشرہ ایک حد تک اجتماعی نظم قائم رکھنے میں کامیاب تھا، جسے اسلام نے بعد میں ایک باقاعدہ اخلاقی و قانونی ڈھانچے میں ڈھال دیا۔

شریعتِ اسلامی کا اصلاحی اور تدریجی منہج

اسلامی شریعت کے مزاج کو سمجھنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس نے عرب معاشرے کے ساتھ کس نوعیت کا تعامل اختیار کیا۔ شریعتِ اسلامی نے معاشرتی اصلاح کے لیے تصادم یا انقطاع کے بجائے تدریج، حکمت اور مصلحت کا راستہ اپنایا۔ شاہ ولی اللہ دہلوی کے مطابق انبیائے کرام علیہم السلام کا عمومی طریقۂ دعوت یہی رہا ہے کہ وہ اقوام کی ان عادات اور رسوم کو باقی رکھتے ہیں جو انسانی مصلحت اور فطرت کے موافق ہوں، جبکہ فاسد روایات کی اصلاح یا ان کا خاتمہ کر دیتے ہیں[12]۔ یعنی اسلام کا اصلاحی عمل اچانک تبدیلی کے بجائے تدریجی ارتقاء پر مبنی تھا۔

اسی اصول کے تحت اسلام نے عرب معاشرے کے متعدد مفید عرف کو برقرار رکھا، مثلاً مضاربت، بیع سلم، دیت اور بعض انتظامی نظم؛ البتہ سود، قمار، نسلی تفاخر، عورتوں پر ظلم اور مذہبی توہمات جیسی رسوم کو قطعی

طور پر ختم کر دیا[13]- یہ انتخابی رویہ اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت ہر معاشرتی عمل کو اس کے اخلاقی معیار اور اجتماعی اثرات کی بنیاد پر پرکھتی ہے، نہ کہ محض اس کے تاریخی تسلسل کی بنیاد پر۔

سیاسی وانتظامی اداروں کی اسلامی تشکیل

اسلام سے قبل عرب معاشرے میں سیاسی اور انتظامی سطح پر بعض ایسے ادارے موجود تھے جو اجتماعی نظم اور قبائلی نمائندگی کے لیے اہم سمجھے جاتے تھے۔ عریف اور نقیب جیسے عہدے اجتماعی نظم کے لیے اہم سمجھے جاتے تھے[14]- یہ ادارے عرب معاشرت کے اندرونی نظم کی ایک علامت تھے، اگرچہ ان کی حیثیت غیر رسمی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے بیعتِ عقبہ ثانیہ کے موقع پر انصار کے بارہ نقباء مقرر فرما کر اس نظام کو اسلامی نظم کے تحت منظم شکل عطا کی[15]-

یہ اقدام اس بات کی عملی مثال ہے کہ اسلام نے موجودہ سماجی ڈھانچے کو مکمل طور پر رد کرنے کے بجائے اسے ایک منظم اور اخلاقی ریاستی نظام میں تبدیل کیا۔ اسی طرح دارالندوہ مکہ کا ایک مشاورتی ادارہ تھا جہاں قریش اہم سیاسی اور سماجی فیصلے کرتے تھے[16]- یہ ادارہ اگرچہ قبائلی سطح کا تھا، لیکن اس میں اجتماعی مشاورت کا عنصر موجود تھا جسے اسلام نے ایک اعلیٰ اخلاقی اصول میں تبدیل کر دیا۔ اسلام نے شورائیت کو محض قبائلی روایت کے طور پر نہیں بلکہ ایک دینی و اخلاقی اصول کے طور پر پیش کیا اور باہمی مشورے کو اہلِ ایمان کی صفت قرار دیا[17]-

سماجی وعائلی رسوم کی اصلاح

اسلامی اصلاحات کا سب سے نمایاں میدان عرب معاشرے کی سماجی اور عائلی زندگی تھی۔ جاہلی معاشرے میں عورت کی حیثیت کمزور اور محکوم تھی، اور اسے اکثر معاشرتی و معاشی حقوق سے محروم رکھا جاتا تھا[18]- یہ صورتِ حال اس دور کے سماجی نظام میں عورت کی کمزور قانونی حیثیت کو ظاہر کرتی ہے۔ اسلام نے عورت کو مستقل قانونی و معاشرتی شخصیت عطا کی اور اسے وراثت، نکاح اور معاشرتی احترام کے حقوق دیے[19]- یہ تبدیلی عورت کی سماجی حیثیت میں ایک بنیادی اور انقلابی اصلاح تھی۔

اسی طرح بچیوں کو زندہ دفن کرنے کی رسم عرب معاشرے کے بعض طبقات میں رائج تھی، جسے قرآنِ کریم نے ظلمِ عظیم قرار دیا[20]- یہ قرآنی موقف جاہلی ذہنیت کے خلاف ایک قطعی اخلاقی اعلان تھا۔ اسلام نے نہ صرف اس رسم کو ختم کیا بلکہ عورت کے احترام کو ایمان اور اخلاق کا حصہ قرار دیا۔ نکاح کے باب میں بھی متعدد

جاہلی رسوم موجود تھیں، جنہیں اسلام نے ختم کر کے نکاح کو ایک باقاعدہ اخلاقی و قانونی معاہدہ قرار دیا۔ یہ اصلاح خاندانی نظام کو اخلاقی بنیادوں پر استوار کرنے کی ایک واضح مثال ہے۔

معاشی اور تعزیری نظام میں اصلاحات

عرب معاشرے کی معاشی زندگی تجارت اور قبائلی معاہدات پر قائم تھی۔ اسلام نے ان معاشی معاملات کو اصولی جانچ کے بعد منظم کیا۔ مضاربت، بیع سلم اور بعض تجارتی شراکتیں اسی نوعیت کی مثالیں ہیں[21]۔ یہ معاشی صورتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ اسلام نے معاشی سرگرمیوں کو مکمل طور پر نہیں روکا بلکہ انہیں اخلاقی اصولوں کے تابع کیا۔ اس کے برعکس سود اور جوئے کو معاشی استحصال اور اخلاقی فساد کا ذریعہ قرار دے کر ممنوع قرار دیا گیا[22]۔ یہ ممانعت اسلامی معیشت کے اخلاقی ڈھانچے کی بنیاد ہے۔

تعزیری نظام میں بھی اسلام نے بنیادی اصلاحات متعارف کروائیں۔ جاہلیت میں قتل کی صورت میں پورا قبیلہ ذمہ دار تصور کیا جاتا تھا، مگر اسلام نے فردی ذمہ داری کو متعین کیا- یہ اصول عدلِ اسلامی کی ایک بنیادی جہت کو واضح کرتا ہے۔ دیت کی مقدار کو سو اونٹ مقرر کرنا عرب عرف کے تسلسل کی ایک مثال تھی[23]۔ یہاں اسلام نے عرف کو مکمل طور پر رد نہیں کیا بلکہ اسے قانونی نظم میں شامل کر لیا۔

مذہبی رسوم اور عقائد کی تطہیر

عرب مذہبی اعتبار سے مختلف توہمات اور مشرکانہ رسومات میں مبتلا تھا۔ ابن الکلبی نے اپنی کتاب کتاب الأصنام میں ان رسوم کی تفصیلات بیان کی ہیں[24]۔ یہ کتاب عرب کے مذہبی ماحول کو سمجھنے کے لیے ایک بنیادی تاریخی حوالہ فراہم کرتی ہے۔ قریش عرفات میں وقوف نہیں کرتے تھے اور بعض اوقات لوگوں کو برہنہ طواف پر مجبور کرتے تھے[25]۔ یہ رویہ مذہبی امتیاز اور طبقاتی تفریق کی علامت تھا۔

اسلام نے ان تمام بدعات کو ختم کر کے حج کو مساوات اور توحید کی علامت بنایا۔ اسی طرح توہمات اور شگون پرستی کو بھی رد کر دیا گیا[26]۔ یہ اصلاحات مذہبی فکر کو خالص توحیدی بنیادوں پر استوار کرنے کی واضح مثال ہیں۔

عرب میں عرف کی قبولیت اور شریعت اسلامی سے اس کا تعلق

عرب معاشرہ اپنی ابتدائی تشکیل ہی سے ایک ایسے قبائلی نظام پر قائم تھا جہاں تحریری قوانین کے بجائے سماجی عرف، روایات اور قبائلی اقدار کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ قانون اور نظم و نسق کا انحصار کسی مرکزی ریاستی ادارے پر نہیں بلکہ ہر قبیلے کے اندر رائج عملی طریقوں اور اجتماعی قبول شدہ اصولوں پر تھا۔ یہی وجہ ہے

کہ عرب معاشرت میں عرف محض ایک سماجی روایت نہیں بلکہ عملی قانون کی حیثیت رکھتا تھا، اور لوگ اپنے تنازعات اور فیصلے اسی کے مطابق طے کرتے تھے[27]۔ قبل از اسلام عرب میں عرف کی حیثیت اس قدر مضبوط تھی کہ وہ اخلاقی، معاشی، خاندانی اور سیاسی زندگی کے ہر پہلو کو محیط تھا۔ قبائلی غیرت، میثاق، مہمان نوازی، دیت کے اصول، اور جنگ و صلح کے ضابطے سب عرفی بنیادوں پر قائم تھے۔ ڈاکٹر جواد علی کے مطابق عرب معاشرے کا قانونی ڈھانچہ زیادہ تر غیر تحریری مگر مضبوط سماجی عرف پر استوار تھا، جو نسل در نسل منتقل ہوتا رہا28۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام سے پہلے عرب معاشرہ ایک مکمل "عرفی قانونی نظام" رکھتا تھا، اگرچہ وہ منظم ریاستی قانون کی شکل میں نہیں تھا۔

اسلام کے ظہور کے بعد شریعتِ اسلامی نے اس عرفی نظام کو مکمل طور پر رد نہیں کیا بلکہ ایک اصولی اور انتخابی (selective) رویہ اختیار کیا۔ وہ عرف جو عدل، اخلاق اور اجتماعی مصلحت کے مطابق تھا اسے برقرار رکھا گیا، جبکہ وہ رسوم جو ظلم، شرک، یا انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر مبنی تھیں انہیں ختم کر دیا گیا[29]۔ اس طرح اسلام نے عرف کو "ماخذِ قانون" کے بجائے "اصولی جانچ کے قابل سماجی عنصر" کی حیثیت دی۔

اس سلسلے میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے واضح کیا ہے کہ شریعت کا طریقہ یہ نہیں کہ وہ ہر سماجی روایت کو منسوخ کرے، بلکہ وہ ان روایات کی تہذیب اور اصلاح کرتی ہے تاکہ انسانی معاشرہ فطری اور الہامی اصولوں کے مطابق ڈھل سکے[30]۔ یہ نقطہ نظر اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ اسلام نے عرف کو مکمل طور پر ختم کرنے کے بجائے اسے ایک اخلاقی و قانونی معیار کے تابع کر دیا۔

بعد از اسلام دور میں عرف کو فقہی اعتبار سے مزید منظم اور اصولی حیثیت حاصل ہوئی۔ فقہاء نے یہ اصول مرتب کیا کہ جہاں نص موجود نہ ہو یا نص کی تعبیر میں وسعت ہو، وہاں عرف کو معتبر سمجھا جائے گا۔ اس سے اسلامی قانون میں لچک اور عملی تطبیق کا پہلو مضبوط ہوا۔ امام سرخسی، ابن نجیم اور ابن عابدین شامی جیسے فقہاء نے عرف کو اجتہاد اور فروعی احکام میں اہم بنیاد قرار دیا[31]۔

اسلامی فقہ میں عرف کو ایک اہم اصولی ماخذ کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ امام سرخسی، ابن نجیم اور ابن عابدین شامی نے اپنی تصانیف میں عرف کی شرعی حیثیت کو تفصیل سے بیان کیا ہے[32]۔

یہ فقہی آراء اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ اسلامی قانون انسانی معاشرتی حقیقتوں سے الگ نہیں بلکہ ان کے ساتھ ہم آہنگ رہ کر ارتقاء پذیر ہوتا ہے۔ اسلام نے عرب کے رواج و قوانین کے ساتھ نہ صرف اصلاحی بلکہ

حکیمانہ تعامل کیا۔ ہر روایت کو اس کے اخلاقی اور اجتماعی اثرات کی بنیاد پر پرکھا گیا اور اسی بنیاد پر اسے قبول یا رد کیا گیا۔ یہی منہج اسلامی شریعت کو ایک جامد قانون کے بجائے ایک زندہ اور ارتقائی نظام بناتا ہے۔

نتیجتاً کہا جا سکتا ہے کہ عرب میں عرف ایک پہلے سے موجود عملی قانون تھا، اسلام نے اسے رد نہیں کیا بلکہ اس کی اخلاقی تطہیر کر کے اسے شریعت کے مقاصد کے تابع کر دیا، اور بعد کے فقہی دور میں اسے ایک باقاعدہ اصولی ماخذ کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اس طرح عرف کا سفر جاہلی معاشرے کے عملی قانون سے شروع ہو کر اسلامی فقہ کے منظم اصولی نظام تک پہنچتا ہے، جو اسلام کی حکمت اور اعتدال پسندی کی واضح دلیل ہے۔

اہدافِ تحقیق(Research Goals)

اس تحقیق کے بنیادی اہداف درج ذیل ہیں:

1. اس تحقیق کا پہلا ہدف یہ ہے کہ قبل از اسلام عرب معاشرے میں رائج عرف، رسوم و رواج اور قانونی نظام کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا جائے، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ عرب معاشرہ کن سماجی و قبائلی اصولوں پر قائم تھا اور یہ نظام کس طرح عملی زندگی کو منظم کرتا تھا۔

2. دوسرا ہدف یہ ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اس امر کا تجزیہ کیا جائے کہ شریعتِ اسلامی نے جاہلی عرب معاشرے کے عرف ورواج کے ساتھ کس طرح اصلاحی، تدریجی اور اصولی تعامل اختیار کیا، یعنی کن روایات کو برقرار رکھا گیا، کن کی اصلاح کی گئی اور کن کو مکمل طور پر ختم کیا گیا، اور اس عمل میں نبوی منہجِ اصلاح کی کیا خصوصیات تھیں۔

3. تیسرا ہدف یہ ہے کہ شریعتِ اسلامی اور فقہِ اسلامی میں عرف کی حیثیت اور اس کے اصولی و عملی کردار کو واضح کیا جائے، اور یہ ثابت کیا جائے کہ اسلامی قانون کس طرح معاشرتی عرف کو اپنے اصولی فریم ورک کے اندر شامل کرتے ہوئے ہر دور کے لیے قابلِ عمل اور ہم آہنگ نظام فراہم کرتا ہے۔

منہجِ تحقیق(Methodology)

یہ تحقیق اپنی نوعیت کے اعتبار سے تاریخی، تجزیاتی (Analytical) اور تقابلی (Comparative) منہج پر مبنی ہو گی۔ اس میں قبل از اسلام عرب معاشرے کے عرف ورواج، سیرتِ نبوی ﷺ کے اصلاحی منہج اور شریعتِ اسلامی کے اصولِ قانون کو مصادرِ اصلیہ اور معتبر ثانوی مآخذ کی روشنی میں علمی انداز سے پرکھا اور بیان کیا جائے گا۔

تحقیق میں بنیادی مصادر کے طور پر قرآنِ کریم، احادیثِ نبویہ ﷺ، سیرتِ طیبہ، اور فقہِ اسلامی کے بنیادی اوراولین مراجع سے استفادہ کیا جائے گا، جبکہ ثانوی مصادر میں عرب تاریخ، سماجیات اور جدید تحقیقی کتب شامل ہوں گی۔ ان مصادر کی روشنی میں عرب معاشرت کے عرفی نظام، اس کی ساخت اور اس کے عملی اطلاق کا تاریخی تناظر میں جائزہ لیاجائے گا۔

مزید بر آں، اس تحقیق میں تحلیلی منہج کے ذریعے یہ واضح کیا جائے گا کہ شریعتِ اسلامی نے مختلف سماجی رسوم کے ساتھ کس نوعیت کا اصولی رویہ اختیار کیا، اور کس بنیاد پر کسی رسم کو بر قرار، اصلاح یا ختم کیا گیا۔ اسی طرح تقابلی منہج کے ذریعے جاہلی عرفی نظام اور اسلامی قانون کے اصولی ڈھانچے کا موازنہ پیش کیا جائے گا تاکہ اسلامی شریعت کی امتیازی خصوصیات واضح ہو سکیں۔

تحقیق میں استقرائی (Inductive) اندازِ فکر بھی اختیار کیا جائے گا، جس کے ذریعے جزوی واقعات، تاریخی مثالوں اور فقہی تطبیقات سے کلی اصول اخذ کیے جائیں گے، خاص طور پر "عرف" کی قانونی حیثیت اور اس کے ارتقائی کردار کے حوالے سے۔اس کے ساتھ ساتھ مصادر کی تنقیدی جانچ (Critical Evaluation of Sources) کو بھی پیش نظر رکھا جائے گا تاکہ غیر مستند یا کمزور روایات سے اجتناب کرتے ہوئے صرف معتبر علمی مواد پر تحقیق کو استوار کیا جائے۔

اس طرح یہ تحقیق ایک ایسے منہج پر قائم ہو گی جو تاریخی تسلسل، فقہی اصولوں اور سیرتِ نبوی ﷺ کے عملی شواہد کو یکجا کرتے ہوئے ایک جامع اور متوازن علمی تجزیہ پیش کرے گی۔

منصوبہ تحقیق(Research Plan)

عرب کے رواج و قوانین: سیرتِ نبوی ﷺ اور شریعتِ اسلامی کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ

باب اول: تعارف، پس منظر اور عرب کا جعرافیہ

فصل اول: تحقیق کا تعارف، ضرورت و اہمیت (اس فصل میں عرب معاشرے کے سماجی و قانونی پس منظر، اسلام کے ظہور کے تناظر اور موضوع کی علمی اہمیت کو بیان کیا جائے گا۔ اور عرب کے جعرافیہ کو بیان کیا جائے گا۔)

فصل دوم: قبل از اسلام عرب کا سماجی و قانونی ڈھانچہ (اس میں عرب کے قبائلی نظام، رائج معاشرتی ضوابط، ادارہ جاتی ڈھانچے (عرافہ، نقابہ، حلف الفضول وغیرہ) اور عملی قانون سازی کا جائزہ ہو گا۔)

فصل سوم: عربی معاشرتی روایات اور قانونی تصورات کا نظریاتی مطالعہ (اسلامی وجاہلی تناظرات میں سماجی روایات، قانونی شعور، اور اجتماعی نظم کے اصولی دائرہ کار کا تعارف پیش کیا جائے گا۔)

باب دوم: عرب معاشرے کے رواج و قوانین کا تفصیلی مطالعہ

فصل اول: سماجی و عائلی رسوم اور ان کی نوعیت (نکاح، طلاق، وراثت، عورت کی حیثیت اور خاندانی نظام سے متعلق جاہلی رسوم کا تجزیہ۔)

فصل دوم: معاشی و تجارتی نظام اور رائج ضوابط (مضاربت، بیع، سود، قمار اور تجارتی اخلاقیات کے عرب معاشرے میں رائج اصولوں کا مطالعہ۔)

فصل سوم: تعزیری و سیاسی نظام کے عملی اصول (قصاص، دیت، قبائلی جنگ و صلح، اور سیاسی نظم (دارالندوہ، مشاورت وغیرہ) کا تجزیہ۔)

باب سوم: سیرتِ نبوی ﷺ میں اصلاحی منہج

فصل اول: نبوی ﷺ کا تدریجی اصلاحی اسلوب (مکی و مدنی دور میں اصلاح کا تدریجی، حکیمانہ اور نفسیاتی پہلو۔)

فصل دوم: قبول، اصلاح اور ابطال کا اصولی معیار (وہ اصول جن کی بنیاد پر بعض معاشرتی روایات برقرار رکھی گئیں، بعض میں اصلاح ہوئی اور بعض ختم کی گئیں۔)

فصل سوم: سماجی تبدیلی اور انسانی فلاح کا تصور (سیرتِ نبوی ﷺ میں معاشرتی انصاف، مساوات اور اخلاقی تعمیر کا عملی اظہار۔)

باب چہارم: شریعتِ اسلامی اور عربی معاشرتی روایات کا فقہی و اصولی تجزیہ

فصل اول: فقہِ اسلامی میں معاشرتی تعاملات کی حیثیت (امام سرخسی، ابن نجیم، ابن عابدین شامی وغیرہ کے اصولی افکار کی روشنی میں۔)

فصل دوم: اسلامی قانون اور سماجی روایات کا باہمی تعلق (نصوص، اجتہاد اور معاشرتی حالات کے درمیان تعامل کا جائزہ۔)

فصل سوم: شریعت کی ضرورت اور ارتقائی مزاج (تغیرِ احکام، رفعِ حرج اور مقاصدِ شریعت کے تناظر میں اسلامی قانون کی تطبیقی جہات۔)

باب پنجم: تجزیاتی نتائج، تطبیقی پہلو اور عصرِ حاضر سے تعلق

فصل اول: عرب معاشرتی نظام اور اسلامی شریعت کا تقابلی تجزیہ (جاہلی روایات اور اسلامی اصولوں کے درمیان فرق اور ہم آہنگی۔)

فصل دوم: عصرِ حاضر کے قانونی و سماجی مسائل (جدید مسلم معاشرے کے چیلنجز اور اسلامی قانون کی تطبیق۔)

فصل سوم: نتائجِ تحقیق اور مجموعی خلاصہ (اسلام کے اصلاحی منہج، سماجی ارتقا اور شریعت کی آفاقیت کا جامع نتیجہ۔)

خلاصہ کلام

اس تحقیق کے مجموعی مباحث سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلام نے عرب معاشرت کے ساتھ نہ تو مکمل انقطاع کا رویہ اختیار کیا اور نہ ہی غیر مشروط قبولیت کا طریقہ اپنایا، بلکہ ایک متوازن، حکیمانہ اور اصولی منہج اختیار کیا۔ قبل از اسلام عرب معاشرہ مختلف قبائلی روایات، سماجی رسوم اور عرفی قوانین پر قائم تھا، جن میں بعض عناصر انسانی فطرت، عدل اور اجتماعی مصلحت کے مطابق تھے، جبکہ بعض عناصر ظلم، جبر، طبقاتی تفریق اور اخلاقی انحطاط پر مبنی تھے۔ شریعتِ اسلامی نے ان دونوں قسم کے عناصر کو ایک ہی معیار سے نہیں پرکھا بلکہ ان کے اندر موجود علت، مصلحت اور فساد کو بنیاد بنا کر فیصلہ کیا۔

نتیجتاً وہ معاشرتی اقدار جو انسانی بھلائی، اجتماعی نظم، معاہداتی دیانت اور اخلاقی استحکام کا ذریعہ تھیں، انہیں برقرار رکھا گیا یا مزید مضبوط بنایا گیا، جبکہ وہ رسوم جو انسانی وقار، عدل اور توحید کے منافی تھیں، ان کا خاتمہ کیا گیا۔ اس سے یہ اصول سامنے آتا ہے کہ اسلامی شریعت محض جامد قانونی ڈھانچہ نہیں بلکہ ایک اصلاحی اور ارتقائی نظام ہے جو معاشرتی حقائق کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرتے ہوئے انسانی فلاح کو مقدم رکھتا ہے۔ اس تناظر میں اسلام کا طریقہ کار تطہیرِ معاشرہ اور تہذیبِ رسوم پر مبنی ہے، نہ کہ محض ان کے انکار پر۔

حوالہ جات وحواشی:

---

1. محمد ابوزہرہ، تاریخ المذاہب الإسلامیۃ، قاہرہ: دار الفکر العربي، 1996ء، ص:45۔

Muhammad Abu Zahrah, Tareekh al-Mazahib al-Islamiyyah, Qahirah: Dar al-Fikr al-'Arabi, 1996, p. 45

2. سید سابق، فقہ السنۃ، بیروت: دار الکتاب العربي، 1983ء، ج2، ص:15-18۔

Sayyid Sabiq, Fiqh al-Sunnah, Beirut: Dar al-Kitab al-‘Arabi, 1983, vol. 2, pp. 15–18.

3. ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، حدیث:2687۔

Abu ‘Isa Muhammad bin ‘Isa al-Tirmidhi, al-Jami‘ al-Sahih, Kitab al-‘Ilm, Bab: Ma Ja’a fi Fadl al-Fiqh ‘ala al-‘Ibadah, Hadith: 2687.

4. ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، بیروت: دار الجیل، 1990ء، ج1، ص:287۔

Ibn Hisham, al-Sirah al-Nabawiyyah, Beirut: Dar al-Jil, 1990, vol. 1, p. 287.

5. مصطفیٰ احمد الزرقاء، المدخل الفقہی العام، دمشق: دار القلم، 1968ء، ج2، ص:841۔

Mustafa Ahmad al-Zarqa, al-Madkhal al-Fiqhi al-‘Aam, Dimashq: Dar al-Qalam, 1968, vol. 2, p. 841.

6. ابن القیم الجوزیہ، إعلام الموقعین عن رب العالمین، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1991ء، ج3، ص:11۔

Ibn al-Qayyim al-Jawziyyah, I‘lam al-Muwaqqi‘in ‘an Rabb al-‘Alamin, Beirut: Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1991, vol. 3, p. 11.

7. طاہر بن عاشور، مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ، تونس: دار السلام، 2001ء، ص:177۔

Tahir bin ‘Ashur, Maqasid al-Shari‘ah al-Islamiyyah, Tunis: Dar al-Salam, 2001, p. 177.

8 ڈاکٹر قبلہ ایاز اور ڈاکٹر نیاز محمد، شریعتِ اسلامی میں رسم و رواج کے ساتھ تعامل کا جائزہ: مختلف اسلامی ادوار کی روشنی میں، مجلہ الایضاح 32، شمارہ1 (2016):118

Dr. Qibla Ayaz and Dr. Niaz Muhammad, “Shari‘at-e-Islamiyyah mein Rasam-o-Riwaj ke Saath Ta‘amul ka Jaiza: Mukhtalif Islami Adwar ki Roshni mein,” Majallah al-Izhaah 32, no. 1 (2016): 118.

9 صاحبزادہ محمد امانت رسول، اقوامِ عالم کے رواج و قوانین اور اسلام کا معیارِ ردّ و قبول (عرب کے رواج و قوانین کی روشنی میں)، ماہنامہ تجزیات (10 اپریل 2015)

Sahibzada Muhammad Amanat Rasool, “Aqwam-e-‘Alam ke Riwaj o Qawanin aur Islam ka Mi‘yar-e-Radd-o-Qabool (Arab ke Riwaj o Qawanin ki Roshni mein),” Mahnamah Tajziyat (10 April 2015).

10 جواد علی، المفصل في تاریخ العرب قبل الإسلام (بیروت: دار العلم للملایین، 1968)، 4:15

Jawad ‘Ali, al-Mufassal fi Tareekh al-‘Arab Qabl al-Islam (Beirut: Dar al-‘Ilm lil-Malayin, 1968), vol. 4, p. 15.

11 امانت رسول، اقوامِ عالم کے رواج و قوانین، 15–18

Amanat Rasool, Aqwam-e-‘Alam ke Riwaj o Qawanin, pp. 15–18.

12 شاہ ولی اللہ دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ (بیروت: دار الجیل، 2005)، 1:218

Shah Waliullah Dehlawi, Hujjat Allah al-Balighah (Beirut: Dar al-Jil, 2005), vol. 1, p. 218

13 قبلہ ایاز اور نیاز محمد، شریعتِ اسلامی میں رسم و رواج، 124–132

Qibla Ayaz and Niaz Muhammad, Shari‘at-e-Islamiyyah mein Rasam-o-Riwaj, pp. 124–132.

14 امانت رسول، اقوامِ عالم کے رواج و قوانین، 12

Amanat Rasool, Aqwam-e-‘Alam ke Riwaj o Qawanin, p. 12.

15 احمد بن یحییٰ بلاذری، انساب الاشراف، بحوالہ امانت رسول، 16
Ahmad bin Yahya al-Baladhuri, Ansab al-Ashraf, cited in Amanat Rasool, p. 16.

16 ابن ہشام، السیرۃ النبویہ (بیروت: دار الکتاب العربی)، 1:480
Ibn Hisham, al-Sirah al-Nabawiyyah (Beirut: Dar al-Kitab al-‘Arabi), vol. 1, p. 480.

17 امانت رسول، اقوام عالم کے رواج و قوانین، 37
Amanat Rasool, Aqwam-e-‘Alam ke Riwaj o Qawanin, p. 37.

18 مفتی سیّد شاہ رفیع الدین ہمدانی و دیگر، عرب معاشرت قبائل، رسم و رواج اور سماجی ڈھانچہ، سیرۃ النبی ﷺ انسائیکلوپیڈیا، جلد 5 (کراچی: سیرت ریسرچ سینٹر، 2022)، 885
Mufti Sayyid Shah Rafi‘al-Din Hamdani wa others, ‘Arab Mu‘asharat Qabail, Rasam o Riwaj aur Samaji Dhancha, Sirat al-Nabi ﷺ Encyclopedia, vol. 5 (Karachi: Sirat Research Center, 2022), p. 885.

19 قبلہ ایاز اور نیاز محمد، شریعتِ اسلامی میں رسم و رواج، 125
Qibla Ayaz and Niaz Muhammad, Shari ‘at-e-Islamiyyah mein Rasam-o-Riwaj, p. 125.

20 سورۃ بنی اسرائیل 17:31
Surah Bani Isra’il 17:31.

21 قبلہ ایاز اور نیاز محمد، 132
Qibla Ayaz aur Niaz Muhammad, p. 132.

22 سورۃ المائدۃ 5:90
Surah al-Ma’idah 5:90.

23 شاہ ولی اللہ دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، 1:218
Shah Waliullah Dehlawi, Hujjat Allah al-Balighah, vol. 1, p. 218.

24 ابن الکلبی، کتاب الأصنام (قاہرہ: دار الکتب المصریہ، 1924)، 6–15
Ibn al-Kalbi, Kitab al-Asnam (Qahirah: Dar al-Kutub al-Misriyyah, 1924), pp. 6–15.

25 ہمدانی و دیگر، عرب معاشرت، 1045
Hamdani wa digar, ‘Arab Mu‘asharat, p. 1045.

26 حافظ محمد فیاض الیاس الاثری، اہل عرب کی مذہبی حالت، محدث فورم (02 جنوری 2023)
Hafiz Muhammad Fayyaz Ilyas al-Athari, Ahl-e-‘Arab ki Mazhabi Halat, Muhaddith Forum (02 January 2023)

27 صاحبزادہ محمد امانت رسول، اقوام عالم کے رواج و قوانین اور اسلام کا معیارِ ردّ و قبول (عرب کے رواج و قوانین کی روشنی میں)، ماہنامہ تجزیات، 10 اپریل، 2015
Sahibzada Muhammad Amanat Rasool, “Aqwam-e-‘Alam ke Riwaj o Qawanin aur Islam ka Mi‘yar-e-Radd-o-Qabool (Arab ke Riwaj o Qawanin ki Roshni mein),” Mahnamah Tajziyat, 10 April 2015.

28 ڈاکٹر جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام (بیروت: دار الساقی، 2001ء)، 7:313–314
Dr. Jawad ‘Ali, al-Mufassal fi Tareekh al-‘Arab Qabl al-Islam (Beirut: Dar al-Saqi, 2001), vol. 7, pp. 313–314.

29 ڈاکٹر قبلہ ایاز اور ڈاکٹر نیاز محمد، شریعتِ اسلامی میں رسم و رواج کے ساتھ تعامل کا جائزہ: مختلف اسلامی ادوار کی روشنی میں، مجلہ الایضاح32، شمارہ1(2016):120[402،411]

Dr. Qibla Ayaz aur Dr. Niaz Muhammad, "Shari 'at-e-Islamiyyah mein Rasam-o-Riwaj ke Saath Ta 'amul ka Jaiza: Mukhtalif Islami Adwar ki Roshni mein," Majallah al-Izhaah 32, no. 1 (2016): 120.[411 ,402]

30 شاہ ولی اللہ دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ (بیروت: دار الجیل، 2005ء)،1:218[407،408]

Shah Waliullah Dehlawi, Hujjat Allah al-Balighah (Beirut: Dar al-Jil, 2005), vol. 1, p. 218.[408 ,407]

31 زین الدین ابن نجیم مصری، الاشباہ والنظائر علی مذہب ابی حنیفہ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1999ء)،1:79[409،431]

Zayn al-Din Ibn Nujaym al-Misri, al-Ashbah wa al-Naza'ir 'ala Madhhab Abi Hanifah (Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1999), vol. 1, p. 79 [409, 431]

32 امام سرخسی، المبسوط (بیروت: دار المعرفۃ)،13:14

Imam al-Sarakhsi, al-Mabsut (Beirut: Dar al-Ma 'rifah), vol. 13, p. 14